جب شمر نے جُدا کیا تَن سے سرِ حسین
سیدانیاں خیام میں سب کر رہی تھی بَین
نہ آسرا تھا کوئی نہ دل کو سکون و چین
مائیں تلاش کرتی تھی اپنے وہ نورِ عین

خیموں کو لوٹنے کے لیے آئے دشمناں
ہائے یہ اہل بیت پہ آیا ہے کیا زماں

آوازِ خوفناک ملاعیں نکال کر
ہتھیار اُٹھائے ہووے آئے وہ بَد سِیر
شُعلوں سے جلانے لگے ہائے نبی کا گھر
فریاد کر رہی تھی وہ زینب یہ دیکھ کر

اے بھائی ظُلمران سے ہم کو بچائیے
ماں جائے میرے آئیے صورت دکھائیے

خیمے میں خستہ تن تھے جو زین العبا شہا
دشمن نے زخمی بھالے سے ہے آپکو کیا
لاغر تھا ایسا تن کہ نہ اُٹھنے کا دم رہا
مسند نبی کی لوٹ لی قیدی بنا دیا

بے انتہا یہ ظلم پہ صابر رہے اِمام
رب کی قضاء و قدر پہ شاکر رہے اِمام

بانو سے خزانے کا لعیں نے کیا سوال
بولی خزانے میرے تھے دونو وہ میرے لال
برچھی سے ایک کا کیا سینہ جو خستہ حال
معصوم کا گلا کیا تیرِ جفاء سے لال

پوری کمائی عمر کی مقتل میں لُٹ گئی
باقی ہے میرے پاس یہ گھوارئے علی

پِھر شمر نے سکینہ کے دو ہاتھ کو پکڑ
مارے طمانچے زور سے بچی کے گال پر
کانوں کو اُسکے چِیر کے جو لے لیے گُہَر
کُرتا ہوا یتیم کا ہائے لہو میں تر

یوں درد سے پُکاری سکینہ اے بابا جاں
مظلوم ہے پیاری سکینہ اے بابا جاں

دُختر کو اپنی سینے سے بابا لگائیے
آغوش میں سکینہ کو اپنی اُٹھائیے
عمّوٗ میں اکیلی ہوں یہاں جلد آئیے
خواہر کو اپنی اے علی اکبر سنبھالئیے

اُس دم ہے اُٹھی کربلا میں یک بیک غُبار
دیکھا نِقاب پوش ایک آئے ہیں شہ سوار

ہیں آگئے حسین یوں ہر سو اُٹھی ندا
آئے ہیں میرے بابا سکینہ نے دی صدا
اصغر کو میں نہ مانگونگی بانو نے یہ کہا
حسرت ہے اتنی رخ کا ہو دیدار پر بہاء

کچھ تو جواب زینبِ مضطر کو دیجیئے
زخمی ہے سکینہ شَہا مَرہَم تو کیجیئے

میں تو نہیں حسین ! یوں بولے وہ شِہ سوار
فریاد کر رہی تھی سکینہ جو اَشک بار
اُٹھی سرِحسین سے تا عرش یہ پُکار
اے میرے خدا تو ہی ہے بےکس کا مددگار

تب حُکم ہُوا جاؤ حفاظت کے واسطے
خدمت میں فرشتہ ہوں حمایت کے واسطے

روتے ہوے امام نے اس دم اسے کہا
جنت میں سدھارے سبھی کوئی نہیں رہا
کانٹوں پہ لے چلونگا میں تا شام قافلہ
یہ سنتے ہی فرشتہ وہ بے ہوش ہو گیا

آئی نداءِ کبریا شاباش اے ملک
رونے کا حق ادا کیا شاباش اے ملک